فون نمبر: 5863260 5862956 | مدیر: چوہدری ریاض احمد | نائب مدیر: حامد رحمٰن | رجسٹرڈ ایل نمبر: 8532
Email: centralanjuman@yahoo.com | قیمت فی پرچہ -/10 روپے

جلد نمبر 100 | 20 رجب تا 20 شعبان 1434 ہجری کیم جون تا 30 جون 2013ء | شمارہ نمبر 12-11

احمدیہ انجمن لاہور کی خصوصیات

- آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پرانا۔
- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ایسا ہے کہ وہ ذرا سے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا پھر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ انسان دنیا میں ظنی اور وہمی باتوں کی طرف تو اس قدر گرویدہ ہو کر محنت کرتا ہے کہ آرام کو بھی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور صرف ایک خشک امید پر کہ شاید کامیاب ہو جاؤں۔ ہزار ہا رنج اور دکھ اٹھاتا ہے، تاجر نفع کی امید پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتا ہے مگر یقین اسے بھی نہیں ہوتا کہ ضرور ہی نفع ہوگا۔ اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے کی (جس کے وعدے یقینی اور حتمی ہیں اور جس کی طرف قدم اٹھانے والے کی ذرا سی بھی محنت رائیگاں نہیں جاتی) محنت کبھی اور کسی صورت سے ضائع نہیں جاتی۔۔۔۔ آخر یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے، وہ کیوں نہیں ڈرتے کہ آخر کار ایک دن مرنا ہے۔ کیا وہ دنیا کی ان ناکامیابیوں کو دیکھ کر بھی اس نفع والی تجارت کی فکر میں نہیں لگ سکتے جس میں خسارہ کا نام و نشان تک نہیں اور نفع یقینی ہے۔ زمیندار کس قدر محنت سے کاشتکاری کرتا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ اس محنت کا نتیجہ ضرور راحت ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے اور وہ کیسا خزانہ ہے کہ جہاں کوڑی بھی جمع ہو سکتی ہے اور روپیہ اور اشرفی بھی، نہ وہاں چور چکاری کا اندیشہ اور نہ دیوالیہ نکل جانے کا خطرہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک کانٹا بھی راستے سے ہٹا دے تو اس کا بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور پانی نکالتا ہوا اگر ایک شخص اپنے بھائی کے گھڑے میں ایک ڈول ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی اجر ضائع نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ وہ راہ جہاں انسان کبھی ناکام نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے اس کے خلاف دنیا کی شاہراہ ایسی ہیں جہاں قدم قدم پر ٹھوکریں اور ناکامیوں کی چٹانیں ہیں۔ (۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء)

اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

از کلام حضرت مسیح موعود رحمتہ اللہ علیہ

ہر طرف فِکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دِکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اِسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نُور ہے نُور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دِینوں کو جو دیکھا تو کہیں نُور نہ تھا — کوئی دِکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو اِنھی باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں — وُہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بُغضوں میں اور کینوں میں — باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو! کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے!! — لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
آج اِن نُوروں کا اِک زور ہے اس عاجز میں — دِل کو اِن نُوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نُور ملا نُورِ پیمبر سے ہمیں — ذات سے حق کی وُجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفٰے پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت — اُس سے یہ نُور لیا بارِ خدا یا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام
دِل کو وُہ جام لبالب سے پلایا ہم نے

لندن ”یو کے“ سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

طلباء تربیتی کورس 2013ء کے نام پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿1﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿2﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿3﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿4﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿5﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ﴿6﴾ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿7﴾۔

”اللہ بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، (تمام) جہانوں کے رب، بے انتہا رحم والے، بار بار رحم کرنے والے، جزا کے وقت کے مالک (کے لئے)۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے (پر) جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کے جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے“۔

میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں ایک اور موقع عطا کیا کہ ہم اس سالانہ تربیتی کورس 2013ء کو منعقد کر سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ سب کو اس کورس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ یہ مت سمجھیں کہ میں اس وقت آپ کے ساتھ نہیں ہوں۔ میرا دل و دماغ اور میری تمام نیک تمنائیں اور دعائیں اس وقت تربیتی کورس کے شرکاء کے ساتھ ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میری جماعت کا مستقبل اس وقت میرے ساتھ ہے۔ میں نے جب سے جماعت کی قیادت سنبھالی ہے میری یہ خواہش تھی کہ میں نوجوانوں اور بزرگوں کے درمیان موجود خلاء کو دور کروں۔ ہمارے بزرگان حضرت امیر سوئم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب، میاں فضل احمد صاحب، میاں نصیر احمد فاروقی صاحب اور دیگر بزرگان نے جب تربیتی کورس کا سلسلہ ایبٹ آباد میں شروع کیا تو یہ کورس محض بزرگوں تک محدود تھا مگر جماعت کے ممبران اور آپ کے والدین کی کاوشوں سے ہم نے اس کورس کو تمام عمر کے افراد کے لئے قابل عمل بنا دیا ہے۔ اور سب لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مجھے پوری امید ہے کہ یہ تربیتی کورس ہمارے مستقبل کے معماروں کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرے گا کیونکہ اس کورس میں پڑھائے جانے والے مضامین اور اساتذہ کا علم ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

پیارے بچو! یاد رکھو کہ بغیر علم کے زندگی اندھیری اور جہالت کا منبع ہے اور بغیر عمل کے علم بے فائدہ ہے۔ اس لئے آپ سب سے پہلے تو علم سیکھیں۔ قرآن و حدیث کا علم، امام الزمان کی کتابوں کا علم، بزرگان دین کا علم حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو ان کے اعلیٰ افکار سے منور کریں۔ آپ کے سامنے بزرگان سلسلہ کی روشن سیرت اور خوبصورت قابل تقلید نمونہ موجود ہے۔ اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

اپنی زندگیوں کو اعلیٰ مقاصد کے لئے وقف کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین تک جانا پڑے“۔ یعنی آپؐ فرماتے ہیں کہ علم کی کوئی حد اور کوئی انتہا نہیں۔ اس لئے آپ پوری کوشش کریں کہ جہاں آپ دنیاوی علم حاصل کریں وہاں اس کورس کے ذریعے دینی علوم بھی سیکھیں۔ تاکہ آپ **ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار** کی دعا کے اصل مفہوم کے مصداق بن جائیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ دوران کورس اور بعد ازاں اللہ آپ کو اور آپ کے خاندانوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ جب آپ واپس جائیں تو آپ ایک زندگی اور نیا عزم لے کر جائیں۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سے

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی بے مثال محبت

آپ کی تحریرات کی روشنی میں

اعلیٰ درجہ کا نور

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا، غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیدّ و مولیٰ سیدّ الانبیاء سیدّ الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

جس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔'' (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔'' (سراج منیر صفحہ ۷۲)

اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا

''جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہوکر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔'' (پیغام صلح صفحہ ۳۰)

عربی منظوم کلام

اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے آقا کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

يَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً

فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِ کِيْ وَ جَنَانِيْ

اے میرے محبوب تیری محبت میری جان اور میرے حواس اور میرے دل

میں سرایت کر چکی ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۴)

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

(اے میرے معشوق) تیرا عشق میرے جسم پر (کچھ) اس طرح غلبہ پا چکا ہے کہ (وفورِ جذبات کی وجہ سے) وہ تیری طرف اڑا جاتا ہے۔ کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی (اور میں اڑ کر تیرے پاس پہنچ جاتا)۔

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۴)

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ

یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التراب نِدَائِیْ

(اے میرے پیارے) میں تو (ایک دن) اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گا لیکن میری (وہ) محبت (جو میں تجھ سے کرتا ہوں اس) پر کبھی موت نہیں آئے گی (کیونکہ) میری (قبر کی) مٹی سے تیری یاد میں (جو) آوازیں بلند ہوں گی (وہ یہی ہوں گی اے میرے محبوب محمدؐ۔ اے میرے معشوق محمدؐ۔ اے میرے پیارے محمدؐ)۔ (منن الرحمٰن، صفحہ ۲۵)

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا

فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے رب تو اپنے نبی ﷺ پر اس جہان میں بھی درود نازل فرما اور دوسرے جہان میں بھی درود نازل فرما۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۳)

فارسی منظوم کلام

اپنے فارسی منظوم کلام میں اپنے معشوق سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا تعالیٰ کے بعد میں محمد مصطفےٰ ﷺ کے عشق میں دیوانہ ہو چکا ہوں اگر اس عشق کی دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں (کیونکہ آپ ﷺ سے میں شدید محبت رکھتا ہوں)۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶)

ہر تار و پود من بسرآید بعشق او

از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم

آپ ﷺ کا عشق میرے وجود کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم سے پر ہوں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶)

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

میری جان اور دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک نبی اکرم ﷺ کی آل کے کوچہ پر قربان ہے۔ (اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۴ء)

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود

ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں۔ یہی میری تمنا ہے اور یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

(توضیح مرام، صفحہ ۱۱)

اُردو منظوم کلام

اپنے اُردو منظوم کلام میں اپنے پیشوا کا کچھ اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر

لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، صفحہ ۶۵)

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام

دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

(درثمین صفحہ ۱۳)

اے میرے آسمانی آقا! اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش

''مخالفین نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بیشمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کا گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی

چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں۔ میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔" (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۱۵)

تمام آدم زادوں کے لئے ایک ہی رسول اور ایک ہی شفیع

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے"۔

(کشتی نوح، صفحہ ۱۳)

ہمیشہ کے لئے جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا نبی

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔" (تریاق القلوب، صفحہ ۷)

نبی کریم ﷺ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ وہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔" (ملفوظات جلد ۲، صفحہ ۱۷۴)

عربی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے آقا کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْآنِ

اے اللہ تعالیٰ کے فیض اور عرفان کے چشمے! لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑتے چلے آ رہے ہیں۔

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ
تَهْوِىْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

اے انعام کرنے والے اور نہایت ہی محسن خدا کے فضلوں کے سمندر! لوگ گروہ در گروہ کوزے لئے ہوئے تیری طرف بھاگتے چلے آ رہے ہیں۔

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ
يَا سَيِّدِىْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

(اے میرے محبوب) مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کیجئے اے میرے آقا میں آپ کا ناچیز غلام ہوں۔

مِنْ ذِکْرِ وِجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّ لَا فِیْ آنٍ

اے میرے خوشی اور مسرت کے چشمے! میں کسی لحظہ اور کسی وقت آپ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتا۔ (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۰، ۵۹۴)

فارسی منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام منظوم کلام میں اپنے محبوب آقا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عجب نوریست درجان محمد
عجب لعلیست درکان محمدؐ

محمد رسول اللہ ﷺ کی جان میں عجیب قسم کا نور ہے اور آپ کی کان میں حیرت انگیز لعل ہیں۔

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

میں دونوں جہانوں میں کوئی ایسا فرد نہیں پاتا جو محمد ﷺ جیسی شان و شوکت رکھتا ہو۔

سرے دارم فدائے خاک احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد ﷺ کی خاک پر فدا ہے اور میرا دل ہر وقت آپؐ پر قربان۔
(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ا)

یادِ آن صورت مرا از خود برد
ہر زمان مستم کند از ساغرے

اس (محبوب) کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے اور وہ ہر وقت مجھے (اپنے عشق کے) ساغر سے مست رکھتا ہے۔ (دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)

اُردو منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پیارے آقا کا ذکر اپنے اُردو منظوم کلام میں کچھ اس طرح کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، صفحہ ۶۵)

خدا نما

''ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے:

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے۔ جیسے اجسام کے لئے سورج وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑوں کو۔''
(چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۲۸۹)

سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ نبی

''چونکہ آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیاو صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفی تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے

ان کو عطر کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ ودل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل وارفع واتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔'' (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۲)

مجدد اعظم

''ہمارے نبی ﷺ اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔''

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴)

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

(برکات الدعا، صفحہ ۱۰، ۱۱)

انسان کامل اور کامل نبی

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔۔۔۔وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔'' (اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

جس کے ساتھ ہم۔۔اس عالم گزران سے کوچ کریں گے

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہی ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷)

نُور کی مشکیں

حضرت بانیء جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لیے آتے ہیں اور ایک نے ان سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۷۶)

قسط دوئم

ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

اور ماہنامہ ''اسلامک ریویو'' کی اسلامی خدمات کا مختصر جائزہ

ڈاکٹر زاہد عزیز (پی ایچ ڈی)

ووکنگ مسلم مشن کی دیگر خدمات

حضرت مولانا صدرالدین صاحب 1914ء میں ووکنگ مسجد کے امام تھے۔ انہیں محکمہ جنگ کی طرف سے دعوت موصول ہوئی کہ مسلمان سپاہیوں کی میت کو دفنانے کے لئے قبرستان کے لئے زمین کا انتخاب کریں۔ اس جنگ میں ہندوستان میں برطانوی حکومت نے 70,000 ہندوستانی سپاہیوں کو جرمن فوجیوں کے خلاف لڑنے کے لئے فرانس کے مغربی محاذ پر بھیجا تھا۔ اس جنگ کے دوران جو فوجی زخمی ہو جاتے تھے۔ ان کو علاج اور آرام کے لئے انگلستان لایا جاتا تھا۔ اور پھر ان میں متعدد کی وفات بھی ہو جاتی تھی۔ ایسے مسلمان فوجی سپاہیوں اور افسران کی میت کو دفنانے کے لئے باقاعدہ قبرستان کی ضرورت تھی جس کی طرف امام مسجد ووکنگ کئی مرتبہ حکومت برطانیہ کو توجہ دلا چکے تھے۔ محکمہ جنگ نے ایک دو جگہیں تجویز کیں جن میں نیٹلے میں فوجی ہسپتال کے قریب جگہ بھی تھی جو ساؤتھ ایمپٹن کے قریب تھی۔ لیکن امام مسجد ووکنگ کے اصرار پر کہ قبرستان ووکنگ مسجد کے قریب ہونی چاہیے، ہورسل کامن میں قبرستان بنانے کی تجویز کو منظور کیا گیا۔ اس قبرستان کی چاردیواری بناتے وقت اسلامی طرز تعمیر کو مدنظر رکھا گیا اور جگہ جگہ آرائشی گنبد، محرابیں اور مینار بنائے گئے۔ تعمیر کا یہ کام 1916ء میں مکمل ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران اس میں 19 اور جنگ عظیم دوم کے دوران 5 میتوں کو دفن کیا گیا۔ لیکن اب ان قبروں کو بروک وڈ کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

جب دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی تو امام مسجد ووکنگ نے 1939ء کے عیدالفطر کے خطبہ میں اس بات کا اعلان کیا کہ مسلمانوں کو قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی جانیں نہ صرف اپنی مسجدوں کی حفاظت کے لئے قربان کریں بلکہ دوسروں کی مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے بھی۔

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

(۱): اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان۔

(۲): آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: ''اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا''، ''جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی''۔

(۳): قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

(۴): آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجددین آئیں گے۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء۔

(۵): ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ

اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۶): ہر اس شخص کو جو لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

(۷): حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد و مسیح موعود اور مہدی کا تھا نبی کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ: ''اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔''

ان عقائد رکھنے والی جماعت کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

جرمنی میں نازی حکومت یہودیوں کی عبادت گاہوں کو معمولی معمولی باتوں کی بنا پر مسمار کر رہی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنا پورا زور اتحادی افواج کی حمایت میں لگا دیں۔

جناب میجر جے، ڈبلیو، بی فارمر پہلی عالمی جنگ میں حصہ لینے والے ایک فوجی افسر تھے جنہوں نے مصر کے محاذ پر خان یونس کے معرکہ میں حصہ لیا تھا اور پھر بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کی رہائش گاہ بھی ووکنگ مسجد کے قریب 128 اورینٹل روڈ پر تھی۔ وہ تا حیات مسجد ووکنگ کے ٹرسٹی رہے۔ اور عیدین کے تہواروں اور دیگر اہم تقاریب کے موقع پر بڑی تندہی سے انتظامات کی ذمہ داری سرانجام دیتے تھے۔ ان کو ہوم گارڈ میں نمایاں کارکردگی سرانجام دینے پر دوسری عالمی جنگ کے بعد ایم۔ بی۔ ای کا اعلیٰ سرکاری اعزاز دیا گیا اور پہلی عالمی جنگ میں جرات اور بہادری دکھانے پر ایم۔ سی کا تمغہ دیا گیا تھا۔

ووکنگ مسلم مشن نے دنیا میں مسلمانوں کو درپیش کئی سیاسی اور مذہبی مسائل کو برطانیہ کے حکومتی اور عوامی حلقوں میں نہ صرف اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی امنگوں کی صحیح ترجمانی بھی کی۔ اور قومی اخباروں میں ان کے متعلق مضامین اور بیانات بھی شائع کئے۔ 1917ء سے ہی فلسطین کے معاملہ میں مسلمانوں کے جائز مطالبات اور حقوق کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ انصاف کے لئے برطانوی اور دیگر بین الاقوامی رکھنے والے اداروں تک آواز کو پہنچایا۔ اس جگہ مختلف اہم تقاریب میں جب مسلمان سفراء، مفکر اور بااثر شخصیات ووکنگ مسجد میں شرکت کے لئے آتے تو وہ اپنے اپنے ممالک کو درپیش مسائل پر ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات اور صلاح مشورے بھی کرتے۔

برصغیر ہند میں مسلمانوں کے آزاد مملکت کے قیام کے لئے پاکستان کے نام کی تجویز اور اس سلسلہ میں سیاسی تحریک کا آغاز بھی اسی ووکنگ مسجد سے ملحقہ سر سالار جنگ میموریل ہاؤس میں 1932ء میں نوجوانوں کی ایک میٹنگ سے ہوا جس میں دیگر نوجوانوں کے علاوہ ''اسلامک ریویو'' کے ایڈیٹر مولانا عبدالمجید صاحب، چوہدری رحمت علی صاحب، شیخ محمد جمیل صاحب، خان محمد خٹک صاحب اور خواجہ صلاح الدین احمد صاحب شامل تھے۔

ووکنگ مسلم مشن نے لندن کی سنٹرل مسجد کی ابتداء کی

انگلستان کی مختلف اسلامی تنظیموں کی ابتداء یا تو ووکنگ مسلم مشن سے ہوئی یا اس نے ان کے قیام کے ابتدائی دنوں میں مشورہ اور امداد فراہم کیا۔ برٹش مسلم سوسائٹی کا پہلا عام اجلاس ووکنگ مسجد میں 20 دسمبر 1914ء کو ہوا۔ اسی طرح برطانیہ کے مسلمانوں کی کانگریس کی ابتداء اور پہلا اجلاس بھی ووکنگ مسلم مشن کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ یہ دو روزہ کانگریس 25 اور 26 جون 1952ء کو ووکنگ مسجد میں ہوئی۔

لندن میں سنٹرل مسجد کی تجویز اور اس کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی تحریک کی ابتداء بھی ووکنگ مسلم مشن نے کی۔ اس تجویز کو پہلی عالمی جنگ کے دوران ہی ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے لارڈ ہیڈلے الفاروق نے پیش کی۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے 1930ء میں ایک ٹرسٹ بنایا گیا جس نے عطیہ جات جمع کرنے اور زمین خریدنے کی ذمہ داری لی۔ چنانچہ اولمپیا کے قریب ویسٹ کینسنگٹن میں مسجد کی سنگ بنیاد بھی رکھی گئی۔ اس ٹرسٹ کے دوسرے لوگوں کے علاوہ، بانی مبانی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور لارڈ ہیڈلے تھے۔ لیکن ان دونوں حضرات کی وفات کے بعد یہ بات آگے نہ بڑھ سکی۔ بعد

میں اس ٹرسٹ اور اس کی رقوم کو ایک دوسرے ٹرسٹ میں مدغم کر دیا گیا۔ جو اس وقت لندن کے مرکز میں ریجینٹس پارک مسجد کے انتظامات کو چلا رہا ہے۔

اس کتابچہ میں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ ووکنگ مسلم مشن نے اسلام کو جس طریق پر مغرب میں پیش کیا اس کی چیدہ چیدہ باتیں کیا تھیں جن کی وجہ سے ووکنگ مسلم مشن اور ماہنامہ ''اسلامک ریویو'' نے اسلامی دنیا اور خود مغرب اسلام کی تعلیمات کو نہ صرف ایک روشن اور عملی نظریہ حیات کے طور پر پیش کیا بلکہ اس بات پر زور دیا کہ اسلام کے آفاقی معاشی اور معاشرتی نظریات ہی افراد اور قوموں میں انصاف اور برابری قائم کرنے کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے وہ اہم نکات جن کو ووکنگ مسلم مشن نے نمایاں طور پر مغرب میں اجاگر کیا اس کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن نے اسلام کی تبلیغ میں کن پہلوں کو اجاگر کیا؟

(۱): اسلام کے عقائد اور ارکان نہایت سادہ اور معقول ہیں جن کو علم اور عقل کے معیار پر پرکھا جا سکتا ہے۔ اس کی تعلیمات کی بنا محض اندھا دھند عقائد کی تقلید پر نہیں ہے اور نہ ہی رسومات، سربستہ الٰہی راز جن کو محض ماننا ہوتا ہے لیکن جن کا انسان کی عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(۲): اسلام کی تعلیمات میں وسعت قلبی اور صبر و تحمل کے عناصر بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام دوسرے تمام مذاہب کو ابتدائی طور پر خدا کی طرف سے نازل شدہ مانتا ہے۔ اور ان میں بھی نیک لوگوں کے وجود کا قائل ہے۔ یہ تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے مکمل مذہبی آزادی کا علمبردار ہے اور تمام مذاہب کا احترام ایمان کی حد تک کرتا ہے بلکہ ان سے سماجی تعلقات قائم رکھنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ جیسا کہ اہل کتاب سے شادی بیاہ کی اجازت کا دینا اور کھانا پینا وغیرہ۔

(۳): اسلام میں کوئی خاص مقرر کردہ راہبانہ نظام نہیں جو اللہ اور ایک انسان کے درمیان حائل ہو۔ کوئی بھی نیک شخص جو دین کا علم رکھتا ہے۔ امامت کے فرائض ادا کر سکتا ہے۔

(۴): یہ دین وحدت اور یگانگت کا سبق دیتا ہے جس کے ماننے والے بنیادی عقائد پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ایک ملت کا حکم رکھتے ہیں۔ اور فروعی اختلافات کو نہ صرف اختلافات رائے کا درجہ دیتا ہے بلکہ دوسروں کی رائے کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

ووکنگ مشن کے دوررس اثرات

1960ء کی دہائی میں انگلستان میں دوسرے ممالک سے تارکین وطن آنے لگے۔ ان میں پاکستان سے کثیر تعداد مسلمانوں کی تھی۔ انہوں نے یہاں مختلف علاقوں اور شہروں میں رہائش اختیار کی اور کوشش کی کہ وہ ایک جگہ اکٹھے ہو کر رہیں۔ اور اس طرح چھوٹے چھوٹے مخصوص گروہی علاقے بنتے چلے جاتے ہیں۔ پھر ملک میں مسلمانوں کی ضرورت کے مطابق مذہبی اور معاشرتی مراکز قائم ہونے لگے اور مساجد تعمیر ہونے لگیں۔ بعض علاقوں میں جہاں سے عیسائی آبادی نقل مکانی کر چکی تھی گرجوں کو خرید کر مسجدوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ مسجد ووکنگ کا انتظام بھی پاکستان ہائی کمشن کی جگہ مقامی مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اب یہ مسجد زیادہ تر مقامی مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ اور بچوں کو اسلامی تعلیم دینے کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔

1969ء کے بعد سے ہی ووکنگ مسجد کی بین الاقوامی حیثیت آہستہ آہستہ ختم ہونے لگی اور اس میں اسلام کے نام پر کئی ایک ایسی مذہبی تقریبات اور رسومات ادا ہونے لگیں جو پاکستان اور ہندوستان میں ویسے تو صدیوں سے مروج ہیں لیکن ان کا اسلام کے آفاقی نظریہ حیات سے کوئی بنیادی تعلق نہیں۔ مغرب میں جہاں اسلام ایک زندہ اور متحرک طرز زندگی کے طور پر اہل علم اور سماجی مفکرین کو متاثر کر رہا ہے۔ ایسی مجالس اور رسومات اسلام کی ترویج کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن اسلام کے روحانی اور اصلاحی نظام حیات کو خالصۃً قرآن مجید اور اسوۂ حسنہ رسول اکرم صلعم کی روشنی میں نہ صرف انگلستان میں بلکہ پورے یورپ میں موثر طریق پر پیش کرنے میں کامیاب رہا اور اب بھی اس کے شائع کردہ کتب اور اس مشن کو چلانے والی

لاہور احمدیہ تحریک اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ چنانچہ عیسائی محققین ووکنگ مسلم مشن کی علمی اور تبلیغی سرگرمیوں کے اثرات کو تحریک احمدیت لاہور کے تناظر میں مطالعہ میں مصروف ہیں۔ گو ووکنگ مسلم مشن کا تعلق شاہجہان مسجد سے ختم ہو چکا ہے لیکن خود انگلستان میں رہنے والے بعض مسلمان اہل قلم اور مفکرین ووکنگ مسجد اور اس کے حوالہ سے ووکنگ مسلم مشن کے اثرات کے بارے میں مضامین اور کتابیں لکھ رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک ریٹائرڈ بریگیڈئر پرویز سلامت صاحب نے A Miracle at Woking یعنی ''ووکنگ میں ایک معجزہ'' کے نام سے شاہجہان مسجد کی تاریخ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا ووکنگ مسلم مشن اور ''اسلامک ریویو'' کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی کاوشوں کا بڑے صحیح اور موثر انداز میں تبصرہ ایک نہایت ہی خوبصورت کتابچہ میں شائع کیا ہے۔ انہوں نے حضرت خواجہ صاحب کے پہلے روز مسجد ووکنگ میں آنے کا حال تفصیل سے لکھا ہے اور بطور خاص اس دعا کے الفاظ نقل کئے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب نے دو نفل نماز ادا کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں انتہائی رقت سے کی:

''اے خالق اور قادر و توانا خدا! تو نے مشرق میں مکہ کو مقدس ترین جگہ بنایا اور قومیں بڑی تعداد میں اس کی طرف آنے لگیں۔ تو اس مسجد کو بھی مغرب میں مکہ کی طرح بنا دے''۔

اور خدا کے خاص فضل و کرم سے ایسا ہی ہوا۔

وقت گذرنے کے ساتھ یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ ووکنگ مسلم مشن نے اسلام کی جو حقیقی صورت مغرب میں پیش کی تھی اس کی ماضی میں کہیں زیادہ اس وقت ضرورت ہے تاکہ انگلستان میں بسنے والے مسلمانوں کے نظریاتی اور معاشرتی مسائل حل ہو سکیں۔ اور اہل مغرب جو بوجوہ اب اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں ان کو اس کی صحیح حقیقت سے آگاہی ہو سکے۔ اور اس ملک میں مسلمانوں کی حیثیت اور دیگر مذہبی گروہوں اور تنظیموں کی سمت کو درست کیا جا سکے۔ ان کو اس انتہاء پسندی اور عام معاشرے سے الگ تھلگ رہ کر زندگی گذارنے کی روش کو بدلا جا سکے اور اس غلط تاثر کو ختم کیا جا سکے کہ برطانیہ میں مسلمان ترقی یافتہ نظریات اور طور طریق اپنانے کے سخت مخالف ہیں اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ انگلستان میں رہتے ہوئے بھی معاشی اور معاشرتی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے۔ ووکنگ مسلم مشن کی یہ کوشش رہی اور اس کو چلانے والے تحریک احمدیہ لاہور کے احباب کی اب بھی یہی کوشش ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی اور آفاقی تعلیم کو مغرب میں علمی اور عملی طور پر پیش کریں اور مسلمانوں کو اس تنہائی پسند اور جامد سوچ سے نکالیں کہ مغرب کی ہر چیز مسلمانوں کے لئے خطرہ ہے۔ اور اسی طرح مغرب میں اس انتہائی غلط تاثر کو ختم کیا جائے کہ مسلمان من حیث القوم نظریاتی یا معاشرتی طور پر برطانیہ یا کسی بھی مغرب ملک کے لئے خطرہ ہیں۔

ووکنگ مسلم مشن نے بین المذاہب تنظیموں اور تقریبوں میں شرکت کر کے اس حقیقت کو علمی اور عملی رنگ میں ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کو معاشرے کے دوسرے طبقات سے نہ صرف تبادلہ خیالات کرنا چاہیے بلکہ شائستگی اور دلائل سے اپنے نظریات کو دوسروں تک پہنچانا چاہیے اور دوسروں کے اعتراضات کو تحمل سے سن کر دلائل اور شواہد سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اس طریق کو اپنانا کسی طرح بھی جدت پسندی نہیں بلکہ عین قرآن مجید اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ نجران کے عیسائی وفد کا مسجد نبویؐ میں خیر مقدم کرنا اور ان سے مباحثہ، جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے، اس امر کی روشن مثال ہے۔ زندہ قوموں کی طرح مسلمانوں کو دوسروں کے اچھے خیالات اور سماجی رجحانات کو اپنانا چاہیے تاکہ دوسرے آپ کے قریب آکر آپ کے اسلامی اقدار کو پرکھیں اور اس کی حقیقت سے باخبر ہوں۔ اس باہمی تبادلہ خیالات اور تعلقات سے ہی معاشرے میں ہم آہنگی پیدا ہوگی اور قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے گی۔ ہنگامہ آرائی یا تشدد کی کوئی مذہب بھی نہ اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ بنیادی طور پر ہر مذہب امن اور رواداری کی تلقین کرتا ہے۔ اس لئے ہر ممکن طور پر ہنگامہ آرائی اور تشدد کی راہ

اختیار کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

ووکنگ مسلم مشن نے مسلمانوں کو اسلام کے مثبت انداز فکر اور طرز زندگی کی طرف رہنمائی کی جوان کو نہ صرف مغرب میں بلکہ کسی معاشرے میں بھی ایک باوقار اور مفید فرد کے طور پر رہنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان ان مذہبی خیالات اور طرز فکر کی اصلاح کریں جن کا اسلام کی تعلیم سے دور کا واسطہ نہیں۔اس کے علاوہ مسلمانوں کو ان تمام معاشرتی اور تمدنی رسم و رواج اور عادات کی اصلاح کرنا ہوگی جو اسلامی تعلیمات اور ارکان کا نہ تو حصہ ہیں اور نہ ہی دین اسلام ان کی کسی طرح بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ان کی بنیاد بعض مسلمان ممالک یا طبقوں میں مروجہ مقامی اور تمدنی رسومات ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور خود مسلمان دوسرے لوگوں کی تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں۔

راقم ww.wokingmuslim,org کی ویب سائٹ کا مدیر اور مرتب ہے اور اس ویب سائٹ میں ووکنگ مسلم مشن کی سرگرمیوں، اس کی شائع کردہ کتب اور اس سے متعلقہ لوگوں اور کارکنوں کی سوانح حیات، ریکارڈ، تحریرات تصاویر اور نیوز ریلیز کو یکجا کر دیا گیا ہے۔اور ان لوگوں کی آراء کو بھی جو ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کے مداح رہے ہیں یا جواب اس مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں۔

ہماری دوسری ویب سائٹ ww.aaiil.org پر وہ تمام کتب جو ووکنگ مسلم مشن کی طرف سے شائع ہوئیں خواہ ان کا مصنف کوئی بھی تھا مہیا کر دی گئیں ہیں تاکہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔اسی طرح ووکنگ مسلم مشن سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''اسلامک ریویو'' کی مکمل فائلیں بھی مہیا کر دی گئیں ہیں۔

موجودہ کتابچے میں ووکنگ مسجد کی تاریخ اور ووکنگ مسلم مشن اور ماہنامہ ''اسلامک ریویو'' کے مغرب میں تبلیغ اسلام کی کاوشوں کا انتہائی مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔جو احباب زیادہ تفصیل سے جاننے کے خواہش مند ہوں وہ ہماری ویب سائٹس ملاحظہ کر سکتے ہیں یا ہم سے ای میل کے ذریعہ رابطہ کریں۔ہم ان سے ہر ممکن تعاون کریں گے۔ای میل: aaiiLahore@gmail.org

محمد صالح نور مرحوم

سوچنا جو چاہیے تھا وہ کبھی سوچا نہ تھا

روشنی اور اس قدر دھوکا ، کبھی سوچا نہ تھا
چاند پتھر کا بنا ہوگا ، کبھی سوچا نہ تھا
اور سب کچھ سوچ کر رَختِ سفر باندھا گیا
راہنما ہی راہزن ہوگا ، کبھی سوچا نہ تھا
ہم کو لازم تھا کہ اپنے سے نکل کر دیکھتے!
سوچنا جو چاہیے تھا وہ کبھی سوچا نہ تھا
ہم نے دنیا کا تقابل اپنی فطرت سے کیا
پھول بے خوشبو بھی ہوگا یہ کبھی سوچا نہ تھا
راہِ اُلفت میں مرے محبوب اتنی سختیاں
ناخدا ہو کر جدا ہوگا ، کبھی سوچا نہ تھا
نامہ بَر جا کر مرے ساجن کو یہ پیغام دے
تو بھی ہو جائے گا غیروں کا ، کبھی سوچا نہ تھا
راستے کی مشکلیں کیا ہیں اگر منزل ملے
منزلوں پر غیر قابض ہوں کبھی سوچا نہ تھا
ہم نے سوچا تھا ستاروں سے کریں راز و نیاز
وہ بھی ٹوٹیں گے کہیں پر یہ کبھی سوچا نہ تھا
بجلیاں چمکیں تو اوروں کے محل روشن کریں
وہ گریں گی خاک ساروں پر ، کبھی سوچا نہ تھا
اب یہ سوچا ہے کہ عادت سوچنے کی چھوڑ دیں
سوچنے پر حال یہ ہوگا ، کبھی سوچا نہ تھا

خطبات مولانا محمد علی نمبر۶ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۸

معراج النبیؐ کی حقیقت

تشہد،تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضرت مولاناؒ نے قرآن کریم میں سے سورہ بنی اسرائیل کی پہلی دس آیات تلاوت کیں اور ترجمہ پیش کیا۔

ترجمہ:''وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا بابرکت بنایا، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا کہ میرے سوائے کسی کو کارساز نہ بناؤ (تم) ان کی نسل (ہو) جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا۔وہ شکر گزار بندہ تھا۔اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یقینی خبر دے دی تھی۔کہ ضرور تم ملک میں دو دفعہ فساد کرو گے۔اور بڑی سرکشی اختیار کرو گے۔سو جب دونوں میں سے پہلا وعدہ آپہنچا ہم نے تم پر اپنے سخت لڑنے والے بندے اٹھا کھڑے کئے۔پس وہ شہروں کے اندر گھس گئے اور وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔پھر ہم نے لوٹا کر تمہیں ان پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہیں بڑا جتھا بنایا۔اگر تم نے نیکی کی تو اپنا ہی بھلا کیا،اور اگر تم نے برائی کی تو اپنے لئے،پھر جب پچھلی بار کا وعدہ آیا،(اور بندے اٹھا کھڑے کئے) تاکہ وہ تمہارا برا حال کریں اور تاکہ وہ مسجد میں داخل ہوں جس طرح پہلی بار داخل ہوئے اور تاکہ جس چیز پر وہ غالب آئیں ویران کرتے ہوئے برباد کریں۔قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور اگر وہی (کام) کرو گے ہم پھر وہی (سزا) دیں گے اور ہم نے دوزخ کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو زیادہ مضبوط ہے اور ان مومنوں کو جو اچھے کام کرتے ہیں خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔اور کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لئے دردناک دکھ تیار کر رکھا ہے''۔

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ یہ سورۃ بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے۔اور اس کی ابتداء اس آیت سے ہوئی ہے جس میں معراج نبویؐ کا ذکر ہے۔نبی کریمؐ کی معراج ایک مشہور واقعہ ہے۔جس کو کم وبیش ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ معراج ماہ رجب کی 27 تاریخ کو ہوئی۔حالانکہ تاریخی طور پر اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ اسی تاریخ کا واقعہ ہے۔بلکہ اس کے سال کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔عام خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے۔بعض لوگ ہجرت سے سولہ یا سترہ مہینہ پہلے کا واقعہ بتاتے ہیں۔سیرت النبیؐ میں بھی،جسے سید سلیمان ندوی نے شائع کیا ہے۔یہی لکھا ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے سولہ یا سترہ مہینے پیشتر کا ہے۔قرآن کریم میں اس واقعہ کا بیان تین مقامات پر ہے۔ایک اسی آیت میں جو میں نے پڑھی ہے۔دوسرے اس سورۃ میں آگے چل کر جہاں فرمایا۔ترجمہ:اور ہم نے اس رویاء کو جو تجھے دکھایا صرف لوگوں کے لئے فتنہ بنایا۔(60:17) تیسرے سورۃ النجم میں جہاں فرمایا۔ترجمہ:پھر قریب ہوا اور بہت قریب ہوا (8:53) یہ دونوں سورتیں ہجرت سے آٹھ سال پیشتر کی نازل شدہ ہیں۔پس ان میں اس واقعہ کا ذکر ہونا صاف بتاتا ہے کہ یہ واقعہ بہت پہلے کا ہے۔بات دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ تاریخ پر غور کرنے سے پہلے قرآن پر غور نہیں کرتے۔اور یہی وجہ ہے کہ بعض امور میں غلطی کھاتے ہیں۔

معراج کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ معراج کیا چیز ہے؟ اور اسے کیوں اتنی وقعت دی گئی ہے کہ قرآن میں اس پر زور دیا ہے۔اور روایت میں اس کا بار بار ذکر کیا ہے۔بلاشبہ حدیثوں کی کثرت شہادت اور قرآن کی صراحت اس واقعہ کو صحیح ٹھہراتی ہے۔سورۃ النجم کی جو آیت میں نے ابھی پیش کی تھی،اس میں اس قرب کا ذکر ہے،جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں حاصل تھا۔قرآن میں تو صرف اسی قدر ذکر ہے جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔البتہ حدیثوں میں اس کی تفصیل یوں مرقوم ہے،کہ ایک رات نبی کریمؐ خانہ کعبہ کے اندر سوئے ہوئے تھے،کہ حضرت جرائیلؑ

آئے۔حضور کا بیان ہے کہ میرے گھر کی چھت پھٹی، اور اس میں سے حضرت جبرائیل نازل ہوئے۔ میرے سینے کو کھولا اور ایک طشت، جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس میں انڈیل دیا۔ پھر مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔ بیت القدس گئے۔ پھر آسمانوں پر، یہاں تک کہ ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ اس اثنا میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاً سے آپؐ کی ملاقات ہوئی۔ پھر جب آپؐ واپس تشریف لائے تو بیت المقدس میں نماز پڑھائی۔ اور تمام انبیاً نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

معراج نبوی روحانی تھی یا جسمانی؟

اس مسئلہ پر یہ کہ معراج روحانی تھی یا جسمانی پہلے کوئی بھاری بحث نہیں ہوئی۔ اب اس زمانہ میں ضرور ہوئی ہے۔ عام طور پر اس بارہ میں دو مذہب مانے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ امیر معاویہؓ اور حسن بصری قائل تھے کہ آنحضرتؐ اس عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ آپ کی روح کو سیر کرائی گئی تھی۔ اور ایک بڑا حصہ یہ بھی مانتا چلا آیا ہے کہ آپؐ اس جسد کے ساتھ گئے۔ ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے جہاں دین اسلام کے دیگر حقائق پر کچھ روشنی ڈالی، وہاں اس امر کو بھی واضح کر دیا، کہ معراج اس جسم کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ ایک دوسرے لطیف جسم کے ساتھ تھی، جو اہل اللہ کو عالم کشف میں ملتا ہے۔ انسان کی تین ہی حالتیں ہیں۔ جاگنا اور سونا دو حالتیں تو سب جانتے ہیں۔ سونے کی حالت میں بعض وقت خواب بھی آتے ہیں۔ جو کبھی تو خوابِ پریشان ہوتے ہیں اور کبھی سچ بھی ہوتے ہیں۔ ان دو حالتوں کے علاوہ ایک تیسری حالت جو اہل اللہ کو میسر آتی ہے، اسے حالت کشفی کہتے ہیں۔ اس میں انسان سوتا نہیں بلکہ اسے اور قسم کے حواس عطا کئے جاتے ہیں۔ گویا وہ بیداری میں ایک دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ جس میں وہ بہت سی ایسی باتیں بھی دیکھ لیتا ہے، جو ان ظاہرہ آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج روحانی تھی، تو اس کے یہ معنے نہیں ہوتے، کہ وہ معمولی خوابوں کی طرح ایک خواب تھا۔ بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ حالت کشفی تھی۔ یہ ایک امر واقعہ ہے جس پر تمام دنیا کے صلحاء کی گواہی موجود ہے۔ بعض لوگ جنہیں صفائی قلب میسر آجاتی ہے، ایسی حقیقتوں کو دیکھ لیتے ہیں جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتیں۔

محمدؐ رسول اللہ کا بلند مقام

غرض محمدؐ رسول اللہ کو یہ نظارہ دکھایا گیا کہ آپؐ نے عروج کیا۔ اور ایسے بلند مقام پر پہنچ گئے کہ تمام انبیاءؑ آپؐ کے پیچھے رہ گئے۔ اس میں دراصل آپؐ کو وہ بلند مقام دکھایا گیا، جہاں آپؐ کو پہنچنا تھا۔ یہ مرتبہ کہاں تک چلتا ہے۔ اس انتہائی مقام تک جہاں تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہ معراج اس وقت ہوئی کہ آپ سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھے۔ ایک راوی کا بیان ہے کہ اس وقت آپؐ سوتے تھے لیکن آپؐ کا قلب نہیں سوتا تھا۔ ایک حدیث میں معراج کے بیان کے بعد یہ لفظ آتے ہیں ثُمَّ اسْتَيْقَظَ پھر آپؐ جاگ اٹھے۔ ان تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی معراج جسمانی نہ تھی بلکہ کشفی رنگ کی تھی۔ یہی معراج کی حقیقت ہے۔ اور اسی حقیقت کی طرف حضرت مرزا صاحب نے توجہ دلائی۔ جب آپ نے یہ اعلان کیا کہ معراج ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھی، تو لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے یہ کہنا شروع کر دیا، کہ آپ منکر معراج ہیں، حالانکہ پہلے بھی کئی ایسے بزرگ ہیں، جن کا یہی مذہب تھا۔ اس وقت تو بے شک لوگوں نے ہٹ دھرمی سے اس معاملہ میں مخالفت کی۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ تمام روشن خیال علماء کہہ رہے ہیں معراج عام کشف میں تھی۔ ہمیشہ سے دنیا کا یہی قاعدہ ہے۔ کہ پہلے جب کوئی بزرگ حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے تو فوراً اس پر کفر کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانیؒ اہل اللہ میں سے تھے۔ اس زمانہ کے لوگوں نے جب ان کی ایسی باتیں سنیں، تو دو سو علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا، خود نبی کریم کے زمانے میں بھی جب یہ امر پیش آیا تو کفار بگڑے۔ اسی لئے تو قرآن کریم نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (60:17) حضرت ابو بکرؓ نے عجیب فیصلہ کن جواب دیا ہے۔ جب آپؓ سے کسی نے کہا کہ آپؓ کے پیغمبر تو یہ بعید از عقل دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے آسمان اور جنت وغیرہ کی سیر کی ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ یہ کونسی عجیب اور محیر العقول بات ہے؟ انہوں نے ضرور ایسا کیا ہوگا۔ میں تو اس سے بھی بعید از عقل بات کو مانتا ہوں کہ آپؐ پر صبح و شام وحی آتی ہے۔

معراج کا مقصد

معراج کا مقصد صرف یہ ہی نہیں ہے کہ اس کو محض ایک عجوبہ سمجھا جائے۔ یا اس میں صرف آنحضرت کا بلند مقام بتایا گیا ہے۔ بلکہ اس سے یہ سبق سکھایا ہے کہ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، ان کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی عمل نے اس رتبہ تک پہنچایا۔ اور جو لوگ محمد رسول اللہؐ کے رستے پر چلیں گے، انہیں بھی اللہ تعالیٰ بلند مقام عطا کرے گا۔ اس میں دکھایا ہے کہ کیوں اور کس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو بلند مقام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمال کے مطابق ہی اجر دیتا ہے۔ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کی غمخواری محمد رسول اللہ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ احادیث ایسے واقعات سے پر ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کا جس قدر مال تھا وہ سب کا سب آپؐ کے ہاتھوں خدا کی راہ میں خرچ ہوا۔ آپ کا دل خدا کی مخلوق کی ہمدردی ومحبت سے لبریز تھا۔ کوئی شخص بلند مقام کو حاصل نہیں کر سکتا، جب تک اس کے اندر مخلوق خدا کی ہمدردی کا جذبہ نہ ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (2:1) میں بھی یہی اشارہ ہے کہ سب سے بڑھ کر قابل حمد وستائش وہی شخص ہے، جو مخلوق کی ربوبیت کرتا ہے۔ محمد رسول اللہؐ نہ صرف خود اس رنگ میں رنگین تھے بلکہ آپؐ نے اپنے متبعین کو بھی اسی رنگ میں رنگا۔ آپؐ کے جانشین گو ایران، روم اور ہندوستان تک کے بادشاہ تھے۔ لیکن درویشوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ اور انہیں مخلوق خدا کی ہمدردی اس قدر تھی کہ جب ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک غریب غیر مسلم کو بھیک مانگتے دیکھا تو حکم دیا کہ آئندہ کسی نادار اور معذور ذمی پر قطعاً کوئی جزیہ نہ لگایا جائے۔ بلکہ بیت المال سے انہیں وظیفے دیئے جائیں۔ اسی ہمدردی کا اثر تھا کہ اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ دنیا میں پھیلا۔ آج ہم مسلمان کیوں ذلیل ہو گئے ہیں؟ اس لئے کہ ہم نے ان کاموں کو چھوڑ دیا، جن کی وجہ سے محمد رسول اللہؐ اور ان کے جانشینوں کو بلند درجات عطا ہوئے۔ اگر ہم میں بھی یہی ہمدردی مخلوق کا جذبہ پیدا ہو جائے تو ہم بھی بلند مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔ (پیغام صلح 23 فروری 1927ء)

☆☆☆☆

اطلاع

تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ لیزر کی نئی کلاس برائے سال 2013ء کا آغاز مورخہ یکم ستمبر 2013ء سے ہو رہا ہے تمام نوجوان طلباء جو لیزر کی نئی کلاس میں داخلہ لینے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی درخواست تعلیمی اسناد کے ساتھ 15 اگست 2013ء تک انجمن کے دفتر میں جمع کروا دیں۔ داخلہ کے امیدوار کے لئے میٹرک پاس ہونا لازمی ہے۔

طالب علم کے قیام وطعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا اور طالب علم کو معقول وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ گریجویٹ حضرات بھی اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ فارغ التحصیل طلباء کو اندرون وبیرون ملک تعلیمی قابلیت کے مطابق تعینات کیا جائے گا۔

والسلام

عامر عزیز

جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن لاہور

مبارک باد

نائب مدیر پیغام صلح حامد رحمٰن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''بصیر الرحمٰن'' رکھا ہے۔ ادارہ پیغام صلح ان کو اس بابرکت خوشی کے موقع پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو بصیرت عطا فرمائے اور اس کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

☆☆☆☆

درس قرآن

از: قاری غلام رسول صاحب، مورخہ 19 مئی 2013ء بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس، لاہور

ارشاد باری تعالیٰ کا ترجمہ ہے: ''اللہ تعالیٰ روحوں کو قبض کرتا ہے، ان کی موت کے وقت اور جو مَرے نہیں ان کی نیند میں۔ پھر انہیں روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم ہو چکا ہے اور دوسروں کو ایک مقررہ وقت تک بھیج دیتا ہے۔ اس میں ان کے لئے نشان ہیں جو فکر رکھتے ہیں''۔ (سورۃ الزمر آیت ۴۲)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا توفی نفس یا قبض روح کا قانون بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ توفی نفس دو وقتوں میں ہوتا ہے ایک موت کے وقت اور ایک نیند میں، یہ آیت اس بات کے لئے فیصلہ کن ہے کہ توفی میں وہ چیز جو اللہ تعالیٰ لیتا ہے کیا ہے۔ یہاں توفی کا مفعول انفس ہے جو نفس کی جمع ہے۔ اور نفس کے معنی حسب ذیل ہیں۔ روح حیوانی، نفس ناطقہ، سارا انسان، توفی میں ان میں سے کونسی چیز لی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سارا انسان نہیں لیا جاتا کیونکہ نیند اور موت دونوں میں جسم یہیں رہ جاتا ہے اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر کہیں اور نہیں لے جاتا۔ پس سارا انسان اگر ایک جگہ سے جائے تو اس پر لفظ توفی نہیں بولا جائے گا اور جب کسی کے متعلق لفظ توفی بولا جائے گا تو یہ اس کا لازم نتیجہ ہوگا کہ اس کا جسم نہیں لیا گیا۔ آیا روح حیوانی لی جاتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ نیند میں روح حیوانی انسان کے اندر موجود ہوتی ہے اور موت میں نہیں۔ اس لئے توفی نفس سے مراد روح حیوانی کا لیا جانا بھی نہیں باقی صرف ایک صورت رہ جاتی ہے یعنی یہ کہ نفس ناطقہ یا وہ چیز جس سے عقل وتمیز ہے لی جائے اور یہی صحیح ہے اور اس پر کئی دلائل ہیں۔ اوّل یہ کہ توفی کا لفظ صرف انسان پر بولا جاتا ہے۔ دوسرے جانداروں پر نہیں اگر روح حیوانی کا لیا جانا مراد ہوتا تو یہی لفظ دوسرے جانداروں پر بھی بولا جاتا۔ دوسرے یہ کہ نیند اور موت دونوں میں جو چیز لی جاتی ہے۔ وہ تمیز یا عقل انسانی ہی ہے اور کوئی چیز نہیں جو دونوں میں مشترک طور پر لی جاتی ہو۔ تیسرے جس غرض کے لئے توفی نفس ہوتی وہ جزاء وسزائے اعمال ہے اور اعمال کرنے میں گو جسم اور روح حیوانی شریک ہوتے ہیں مگر اعمال کی ذمہ داری اور ان کا احساس تمیز یا عقل انسانی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے وہی چیز لی جانی چاہیے جس پر اصل ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن آدم میں ایک نفس ہے اور ایک روح اور ان دونوں کے درمیان سورج کی شعاع کا سا تعلق ہے۔ اور نفس تو وہ ہے جس سے عقل اور تمیز ہے اور روح وہ ہے جس سے سانس لیتا اور حرکت کرتا ہے۔ سو موت کے وقت یہ دونوں لئے جاتے ہیں اور نیند میں صرف نفس لیا جاتا ہے اور یہ نفس اور روح میں فرق کے متعلق ایک قول ہے۔ اور بعض نے اسے اکثر کی طرف منسوب کیا ہے۔ ایک اور امر جو اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ جب ایک شخص پر موت وارد ہو جائے تو اسے زندہ کر کے اس دنیا میں نہیں بھیجا جاتا گو یہاں نفس ناطقہ کا ذکر ہے۔ لیکن چونکہ روح کے واپس آنے کا لازمی نتیجہ نفس ناطقہ کا واپس آنا ہے۔ اس لئے اگر نفس ناطقہ کو اللہ تعالیٰ روک رکھتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ روح حیوانی بھی واپس نہیں آتی اور منام کے لفظ میں غشی وغیرہ بھی آجاتے ہیں یعنی وہ تمام حالات جن میں عقل وتمیز واپس آجاتی ہے لیکن موت کے بعد نفس ناطقہ کا اس جسم کی طرف واپس آنا قرآن کریم کی صراحت کی رو سے محال ہے۔ اس آیت کا یہاں کیا تعلق ہے کہ موت اور نیند میں نفس انسانی کو لے لیا جاتا ہے۔ اس کی غرض جزا وسزائے اعمال کی طرف توجہ دلانا ہے۔ جس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے اور بتانا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو اعمال انسانی کی اصل محرک ہے لے لیتا ہے۔ اور ان اعمال کی جزا وسزا لازمی طور پر اسے ملے گی۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور متوفی ذی روح ہو تو وہاں سوائے قبض روح یا موت کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر آپؑ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب ''ازالہ اوہام'' میں وفات عیسیٰ پر 30 آیات پیش کی ہیں اور 16 آیات سے ثابت کیا ہے کہ جو مر جائیں وہ دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔ احادیث میں جو نزول عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد امتِ رسول کا کوئی ولی اللہ ہے جو مثیل عیسیٰ ہو۔ کیونکہ بخاری شریف میں ہے کہ وہ آنے والا تم میں سے ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ اور یوں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مرتبہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے بھی آخری ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کے تربیتی کلاس کے اغراض و مقاصد

از: چوہدری ناصر احمد صاحب

پسِ منظر

ماموریز مانہ کا مشن تھا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہوجائے جو دینی لحاظ سے ایک نمونہ ہو۔ آپ کے تیار کردہ انسانوں کو دیکھ کر دنیا یہ کہنے پر مجبور ہوگئی کہ یہی صحیح معنوں میں اسلامی نمونہ ہیں۔ آپ کے بعد جماعت کے امراء اور بزرگوں نے اس نمونہ کو جاری رکھا۔ حضرت مولانا نور الدینؓ، حضرت مولانا محمد علیؒ اور حضرت مولانا صدر الدینؒ کے دورِ مجددِ زماں کے تربیت یافتہ پیروؤں کے دور تھے۔ جو انفرادی لحاظ سے بھی تربیت کا نمونہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کی باگ دوڑ ایک درویش انسان ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے سپرد کی۔ آپ پیشے کے لحاظ سے جسمانی معالج ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی محبت اور سوز و گداز کے حامل روحانی طبیب بھی تھے۔ جب آپ نے بیرونی ممالک کے دورے کئے تو عالم محسوسات سے آواز آئی کہ مرکز سے عملی لحاظ سے تربیت کا انتظام ضروری ہے۔ پھر اس مردِ قلندر نے ایبٹ آباد میں انجمن کی پہلی تربیتی کلاس کا آغاز کیا۔ اس میں جماعت کے پیرو جوان اور بچے شامل ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت امیر ڈاکٹر اصغر حمید صاحب کا دور آیا تو آپ نے بطور ایک ریاضی دان کے اس کلاس کو عددی لحاظ سے بہتر کردیا اور جماعت کے پرانے گھروں سے رابطے پیدا کر کے اس پروگرام کو مزید فعال کردیا۔ اس دور میں تعداد 100 سے 150 تک ہوچکی تھی۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت ڈاکٹر عبدالکریم سعید ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورِ امارت آیا۔ تو آپ نے بطور ایک پروفیشنل میڈیکل پروفیسر کے اس تربیتی کلاس کو ترجیحی بنیادوں پر آگے بڑھایا اور جماعت کے ہر مرد و زن اور خصوصاً چھوٹے بچوں کی تربیت کو فوکس ٹھہرایا۔ جس کے خاطر خواہ نتائج مثبت انداز میں ہمارے سامنے ہیں۔ کہ اس سال جون 2013ء میں تقریباً 200 طلباء کی کلاس بن گئی۔ آپس میں ہزار اختلاف کے باوجود جماعت کے لئے یہ ایک نیک شگون مرحلہ ہے۔

کسی پتھر کی بھی تقدیر بدل سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ قرینے سے سجایا جائے

اگر جماعتی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح کا عمل اور تعاونوا علی البر پر قائم رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ کورس اپنی اہمیت کے لحاظ سے مشعل راہ ہوں گے۔

جماعت احمدیہ لاہور ایک دینی فلاحی اور اصلاحی ادارہ ہے۔ اس کے نہ کوئی گروہ بندیوں کے مقاصد ہیں اور نہ کوئی سیاسی ہیں۔ یہاں تو صرف اور صرف افراد اور خصوصاً بچوں کی تربیت اس رنگ میں کرنے کی کوشش ہے کہ ایک فلاحی معاشرہ کا قیام عمل میں آسکے۔

میں اپنی عقل اور بصیرت کی روشنی میں اس کورس کو دو لحاظ سے احباب جماعت کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

عمومی مقاصد

نظم و نسق: ان کورسوں کا عام طور پر مقصد ہوتا ہے کہ افراد کو مثبت سوچ کا حامل شہری بنایا جائے۔ ان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہوسکے۔ دینی اور دنیاوی لحاظ سے افراد کے مفادات کا تحفظ ہوسکے اور نماز کی عادات پیدا ہوں تاکہ آخرت کی زندگی کی تیاری بھی نظم و ضبط کے ساتھ ہو۔

اخوت

بھائی چارہ کی روح کو برقرار رکھنا اسلام کے بنیادی اصولوں میں ہے۔ پھر چھوٹی عمر کے بچے، بچیاں نرم ذہن رکھتے ہیں ان کو گرم لوہے کی طرح آسانی سے موڑا جاسکتا ہے۔ جب ان کی سوچ درست سمت میں بدلے گی تو سچ بولنے کی عادت بن جائے گی۔

باہمی رابطہ

سماجی اور معاشرتی مسائل کا حل مضبوط رابطوں سے ہی بنتا ہے۔ اس سے غیر متحرک اور غیر فعال افراد بھی جماعتی دھارے میں شامل ہوجاتے ہیں اور قافلے کے دل سے احساسِ زیاں کا فقدان نہیں ہو پاتا۔

تفریح اور ذوقِ جمالیات

ان پروگراموں کے ذریعے بچوں کو جسمانی لحاظ سے بھی فائدہ ہوتا ہے

۔بچوں کی تفریح کے مواقع ملتے ہیں اور In door game وغیرہ کے ذریعے ٹیم سپرٹ اور جذبہ پہل پیدا ہوتا ہے۔بچوں کی شمولیت سے ذوق جمالیات میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور ملنساری کے جذبہ کو فروغ ملتا ہے۔

احمدیہ انجمن لاہور خالصتاً فکری اور اصلاحی تحریک ہے اس لئے اس کے خصوصی مقاصد بھی درج ذیل ہیں۔

مرکز سے وابستگی

تربیتی کورس سے جماعت کے بچوں کی عملی زندگی کی ہیت ترکیبی بدل جائے گی۔روحانی تقاضے دین اور سیاست کے درست تصور سے پورے ہوں گے۔مرکز سے وابستگی سے افراد کی تربیت خود بخود ہو جاتی ہے اور ان میں اجتماعیت کے پہلو اجاگر ہو جاتے ہیں۔مثلاً آغاز اسلام میں اسلامی مرکز سے وابستگی کی وجہ سے عرب کے بدو دنیا کے راہبر و اور آئین ساز بن گئے تھے۔

تکمیل ذات

بچوں کی خفیہ صلاحتیں نشو و نما پا کر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔بھرپور زندگی گذارنے کی طرف رغبت ملتی ہے۔دل میں سوز و گداز اور طرز و انداز کے بدلنے سے شب و روز کی بدگمانیاں اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔اچھے اچھے افراد جماعتی تنظیم کے دھارے میں شامل ہو جاتے ہیں۔بکھری ہوئی اینٹیں ایک مربوط دیوار بن جاتی ہیں۔امام وقت کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ دہریت کی طرف مائل خواجہ صاحب کمال الدین بن گئے اور ریاضی اور انگریزی دان مفسر قرآن بن گئے۔

وحدت نصب العین

نوجوانوں کے منتشر ذہنوں کو اپنوں اور بیگانوں کی تباہ کاریوں سے بچانا اور باطل نظریات کے سامنے ڈٹ جانے کا درس دینا جماعت کے Master Minds اور Think tank افراد کا فریضہ ہے تاکہ وہ ماضی کے تجربات کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کی تعمیر کریں اور یہ صرف قابل عمل پلاننگ اور فکر و تدبر سے پیدا ہوتا ہے۔ایک دوسرے کی بات سننے اور برداشت کرنے سے ہی اجتماعی نصب العین پیدا ہوتا ہے اور پھر ہی جماعتی رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور حلقہ اثر بڑھتا ہے۔غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بچ میں یہی خرابی ہوتی ہے کہ وہ کسی کا بھرم نہیں رکھتا۔غیر تربیت یافتہ نوجوان عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ اصول ہے کہ زہریلے دودھ کی دہی بھی زہریلی ہوتی ہے۔تربیت سازی کے فقدان سے بدقسمتی یہی نہیں ہوتی کہ پرخلوص، جذبہ عمل اور باکردار لوگوں کا فقدان ہو جاتا ہے بلکہ بڑی بدقسمتی یہ بھی ہوتی ہے کہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں اور صلاحتیں موجود ہوں وہ بھی کسی غلط فہمی یا خود فریبی کا شکار ہو جائیں۔

بزرگوں کی روایات کو زندہ رکھنا

بچوں کے ذہنوں میں بزرگوں کے کارنامے اور روایات کا پختہ ہونا لازمی ہے۔بزرگوں کی اطاعت کی مثالیں مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے دور کی مثالیں۔مجدّدِ زماں کے دور میں صاحبزادہ عبداللطیف شہید کا مثال بننا۔

حسن و توازن پیدا رکھنا

تربیت حسن و توازن پیدا کرتی ہے۔گیہوں کے بیج سے گیہوں اور جو کے بیج سے جو ہی پیدا ہوں گے۔انسان ہونے کے ناطے بچے، بچیاں برابر ان کورسوں میں شریک ہوتے ہیں۔جن سے انسانی وضع قطع کا درس بھی ملتا ہے۔تربیتی کورس انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی مثال اک ماچس کی ہے اگر آپ کے پاس چاول ،گھی، مسالحہ، لکڑی، پانی، دیگچہ سب کچھ ہے مگر ماچس نہ ہو تو پلاؤ نہیں پک سکتا۔

جماعت کے اساسی نظریہ (اشاعت قرآن) کا فروغ

تربیتی کورس کا منشور یہی ہے کہ حسد، غیبت، عیب جوئی، دین کا تمسخر، کج بحثی ،غصہ، بدظنی اور درگذر کرنے کے اسلامی اصول عام کئے جائیں اور منظم طریقہ سے اشاعت قرآن کا کام آگے بڑھ سکے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے:

(۱): ''قرآن پڑھا کرو۔اس سے تمہاری قدر و منزلت ہوگی۔اس پر عمل کرو تا کہ تم حامل قرآن ہو جاؤ'' (حضرت عمر فاروقؓ)

(۲): ''قرآن کو پھیلاؤ آگے یہ اپنا کام خود کرے گا'' (مولانا محمد علیؒ)

فرمان خداندی ہے:

''کیا کبھی علم والے اور علم حاصل نہ کرنے والے برابر ہو سکتے ہیں''۔اللہ تعالیٰ ان تربیتی پروگراموں کو اپنے فرمان کے مطابق آگے بڑھنے میں مدد دے۔

پھلا پھولا رہے یا رب چمن اپنی امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے ہم نے پالے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا خلق و حسن معاشرت

دورِ حاضر میں اخلاق محمدیؐ کا بے نظیر نمونہ!

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور)

(جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا۔ اکثر آپ کے حالات بیان فرماتے رہتے۔ نوجوانوں اور دوسرے لوگوں کو آپ کی کتابوں کے مطالعہ کی تلقین کرتے۔ ہمیشہ مرحوم کی فرمائش ہوتی کہ ''پیغام صلح'' میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات، اشعار اور تحریروں کے اقتباسات نمایاں طور پر درج ہوتے رہیں۔ اگر مرحوم زندہ ہوتے تو یقیناً سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے چشم دید حالات کی بنا پر ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون رقم فرماتے۔۔۔ افسوس کہ آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ تلاش سے مرحوم کا ایک پرانا مضمون دستیاب ہو گیا جو درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس سچے اور فرشتہ سیرت خادم کی روح پر اپنی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔'')۔ (مدیر)

مسیح موعود علیہ السلام نہایت ہی بااخلاق انسان تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ اخلاقِ مجسم تھے۔ نہ صرف یہ کہ آپ کے اخلاق اور حسن معاشرت سے آپ کا گھر نمونہ جنت تھا بلکہ آپ کا مسکن یعنی قادیان بھی آپ کے وجود باجود کے طفیل اس جہان میں ایک جنت کا نمونہ تھا۔ جہاں مہمانوں کا بیحد احترام ہوتا تھا۔ ہمسایوں سے محبت و آشتی کا سلوک تھا اور ہر وقت بااخلاق لوگوں کا آپ کے گرد و پیش ایک جمگھٹا رہتا تھا۔ آپ کا پُر لطف کلام اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملنا۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ اور آٹھوں پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ سے کمال محبت و عشق کا اظہار اور اسلام و مسلمانوں کی حالت زار کا غم و فکر قرآن مجید کے حقائق و معارف کا دریا آپ کی زبان و قلم سے جاری رہنا اور خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی لذت و سرور اور فوق العادت پیشگوئیوں کا اظہار ایسے امور تھے کہ وہ اس زمانہ میں آپ ہی کی ذات سے مخصوص تھے اور آپ کی سی زندگی کا نقشہ دنیا کے سیاحوں کو سوائے قادیان کے اور کسی جگہ نہ ملتا تھا۔ غرضیکہ آپ میں بہت سی کشش و دل ربائی تھی۔ اور جو کوئی قلب سلیم رکھتا ہو آپس سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے خلوص و محبت، ایثار و للّٰہیت کا اثر لئے بغیر نہ رہتا تھا۔

اہل بیت سے سلوک

آپ کو اپنی بیوی بچوں سے کمال درجہ کی محبت تھی اور ان کے آرام و آسائش کا خیال ہمیشہ رکھتے تھے۔ اور اگر کوئی ذرا سی بھی تکلیف ہوتی تو برداشت نہ کر سکتے۔ جب کبھی جناب مائی صاحبہ محترمہ بیمار ہوتیں یا بچوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو بہت کوشش سے علاج کرتے۔ اکثر اس خاکسار کو طلب کرتے۔ آپ کی عادت نہ تھی کہ بچوں کو جھڑکیں یا ماریں۔ اکثر آپ کے گھر میں اس قدر شور ہوتا تھا جیسے کہ ریلوے اسٹیشن پر۔ مگر آپ کسی کو منع نہ فرماتے۔ فی الحقیقت تو آپ پر اپنے کام میں محویت کا عالم اس قدر طاری ہوتا تھا کہ آپ کو بچوں اور نوکروں کی چیخ پکار کی طرف کوئی التفات نہ ہوتا اور آپ کی قریباً کل تصانیف اسی حالت میں لکھی گئیں۔

احباب سے سلوک

دوستوں اور مخلص احباب سے آپ کا جو سلوک تھا وہ بالکل قدیم النظیر تھا۔ آپ ان کے رنج کو اپنا رنج اور ان کی راحت کو اپنی راحت سمجھتے تھے۔ اور ماں باپ سے بھی زیادہ شفقت و محبت کرتے تھے۔ آپ کے پاس اگر کسی دوست کی بیماری یا مصیبت کی خبر آئی تو اس کے لئے بالالتزام دردِ دل سے دعا کرتے اور صحت کی خبر یا مصیبت سے نجات کی خوشخبری کے لئے ہمیشہ منتظر رہتے۔ اور اپنے دوست کے متعلق کبھی کسی بدخبر کو باور نہ کرتے۔ اگر کوئی دوست آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو اس کی مہمان نوازی اپنا فرض خیال کرتے۔ چنانچہ خود بعض اوقات اس کے

لئے لسّی یا چائے لاتے اور کھانا کھاتے ہوئے خود اٹھ کر چٹنی یا مربہّ یا اسی قسم کی اشیاء مہمان کی خاطر گھر سے لے آتے۔ اکثر ایک وقت کا اور بعض اوقات دونوں وقت کا کھانا احباب کے ساتھ مل کر کھاتے اور جو دوست آپ سے زیادہ قریب ہوتے ان کے آگے اپنے پیالہ میں سے گوشت نکال کر رکھتے۔ اور جو اچھی چیزیں کھانے کی ہوتیں خود اٹھا کر ان کے آگے رکھتے۔

مخلص احباب کو اکثر یکہ پر سوار کرانے جاتے بلکہ دور تک پیدل رخصت کرنے کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ ہم کو رخصت کرنے کے لئے آپ نہر تک تشریف لے گئے۔ نہر قادیان سے تین ساڑھے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ اور بٹالہ کی سڑک تک جانا جو کہ قریب قریب دو میل قادیان سے ہے آپ کا معمول تھا۔

آپ کے اخلاق اور آپ کا لطف و کرم احباب سے اس قدر تھا کہ شاید ہی کسی بڑے بزرگ یا باپ کو اس زمانہ میں نصیب ہو۔ اگرچہ جماعت احمدیہ کے کل افراد آپ سے بیعت شدہ تھے اور آپ کو اپنا بزرگ اور امام جانتے تھے۔ مگر آپ کے ہر ایک چھوٹے بڑے سے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ تھے۔ ۱۸۹۲ء میں خاکسار اور میرے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم نے بیعت کی۔ اس زمانہ میں جماعت کا آغاز تھا اور ہم دونوں بھائی اصحاب جماعت میں سب سے چھوٹے تھے۔ پھر بھی جب کبھی آپ ہم کو خط لکھتے تو محبی، عزیزی، اخویم کے خطاب کرتے۔ ایسے ہی دوسرے اصحاب سے۔

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی کا سانحہ عظیم

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی سے مجھے خاص انس و محبت تھی۔ اور میری ایک خاص رویا کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم دونوں کو بھائی بنا دیا تھا اور ہمارے آپس کے تعلقات بھی ہمیشہ ایسے ہی رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی مرحوم کے ساتھ خاص طور پر دلی محبت تھی۔ اور ان کے علم و تقویٰ اور عشق قرآن مجید کی وجہ سے ان کے دل میں مرحوم کی بے حد عزت تھی جیسا کہ فارسی اشعار سے ظاہر ہے۔ جو آپ کی وفات پر حضرت صاحب نے آپ کے مزار پر بطور کتبہ کے نصب کئے۔ مرحوم کو ذیابطیس کا مرض عرصہ سے تھا۔ پشت پر چھوٹی سی پھنسی نکلی جس نے کاربنکل کی شکل اختیار کر لی۔ باوجود آپریشن کے صحت یاب نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ جب آپ فوت ہوئے تو ایک ڈھیر پر برف کا آپ کی خاطر وہاں پر موجود تھا۔ اور اس زمانہ میں قادیان جیسی جگہ میں اس قدر برف کا مہیا کرنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ حضرت کے دلی تعلق کا یہ حال تھا کہ دن میں کئی بار آپ کے متعلق دریافت فرماتے اور دن میں اور رات کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے۔ مگر جب آپ کا انتقال ہوا۔ ہماری سب کی ان کی جدائی کے صدمہ سے چیخیں نکل گئیں۔ جب آپ نے رونے چلانے کی آواز سنی گھر سے باہر نکل آئے اور کسی کرب یا گھبراہٹ کا اظہار نہ کیا بلکہ نہایت مطمئن دل کے ساتھ ہم سب کو تسلی دی اور رضا بالقضا کی نہایت موثر پیرایہ میں تلقین فرمائی۔

حضرت مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کو طاعون کے ایام میں شدید بخار ہو گیا۔ آپ نے مفتی محمد صادق صاحب کو بلوا کر وصیت بھی لکھوا دی۔ حضرت کو جب علم ہوا تشریف لائے اور آپ کی نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میں کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت بخار اُتر گیا۔

میرے چھوٹے بھائی مرزا یعقوب بیگ مرحوم کے ساتھ آپ کو بے حد محبت تھی۔ آپ نے اُن کے لئے دعا کی۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک چاند کے ٹکڑوں کی زمین سے آسمان کو جاتی ہے۔ اس پر مرحوم کا ہاتھ پکڑ کر فرشتہ ان کو لے جا رہا ہے۔ آپ نے اس کی وفات پر فرمایا کہ اس سے اس کے حسن خاتمہ کی طرف اشارہ تھا۔ مرحوم فاضلہ کا ضلع فیروز پور میں میرے پاس تھا۔ حضرت کا قریباً ہر دوسرے روز خط اس کے دریافت حال کے لئے آتا۔ مرحوم نے حضرت کو لکھا کہ مجھ کو آن کر مل جاؤ۔ آپ نے مجھے خط تحریر کیا کہ میں ضرور آتا مگر میرا دل اس قدر نرم ہے کہ کسی عزیز کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کے دوران میں بھی آپ بہت کم ان کو ان کے کرب کے ایام میں دیکھ سکے آپ نے حکیم فضل دین صاحب بھیروی اور مفتی محمد صادق صاحب کو ان کی عیادت کے لئے اپنی جگہ بھیجا مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب ہر دو اصحاب فاضلہ کا پہنچے تو مرحوم فوت ہو چکا تھا۔ جب مرحوم کی وفات کا تار حضرت صاحب کو پہنچا تو مجھے جو خط تعزیت کا لکھا اس میں تحریر تھا کہ میں دردسر کی وجہ سے بستر پر پڑا ہوا تھا۔ مگر جب

آپ کا تار پہنچا تو اس کے صدمہ سے میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آپ احباب کے اخلاص کے اس قدر قدردان تھے کہ آپ نے مجھے لکھا کہ مرحوم اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور وہ ایک شیشہ تھا جو منہ تک عطر سے لبریز تھا۔

میں اپنی کم بضاعتی سے خوب واقف ہوں مگر آپ کے اس اخلاص ومحبت اور شفقت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ان کو خاکسار سے تھی اور ایسے ہی ہر ایک فرد جماعت ان کے دلی تعلق کو محسوس کرتا تھا۔ جب میں نے ڈاکٹری کا امتحان دیا تو آپ نے دعا کی۔ الہام ہوا کہ ''تم پاس ہو گئے'' فرمایا کہ میں نے دعا مرزا یعقوب بیگ کے لئے کی تھی مگر چونکہ اس میں اور مجھ میں یگانگت ہے۔ اس لئے مخاطب تو مجھ کو کیا گیا ہے مگر مراد وہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے بیوی صاحبہ کے علاج کے لئے مجھے بلایا۔ جب میں نے نسخہ تجویز کر چکا تو فرمایا کہ ''ان کے حق میں دعا کرو'' ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ''بھائی کی بھائی کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر جب آپ خود لاہور میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو مجھے رات کے دو بجے گھر سے بلایا۔ اور جب میں آیا تو اسہال آرہے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ''میرے لئے دوا تجویز کرو اور دعا بھی کرو'' فرمایا کہ ''حقیقت میں دوا آسمان پر ہے''۔

اس زمانہ کے پیر اور لیڈر اور گدی نشین آپ کے اسوہ حسنہ سے سبق حاصل کریں اور آپ کے انکسار اور للّٰہیت کو ملاحظہ فرمائیں۔

دشمنوں سے سلوک

قادیان میں بھی آریوں سے آپ کی بحث ہوتی رہتی تھی۔ بلکہ کتابوں میں بھی وہاں کے آریوں کا ذکر کیا مگر جب بھی ان سے کوئی بیمار ہوتا تو ان کو ہر قسم کی دوا اور امداد پہنچاتے۔ اگر رات کو بھی کوئی آ کر جگاتا تو اس کی حاجت پوری کرتے۔ بعض اوقات بہت بہت قیمتی ادویہ مفت عطا فرماتے۔ ایک آریہ کشن سنگھ نام کا تھا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں اس کو ''کیسوں والا آریہ'' کر کے بیان کیا ہے۔ دو دفعہ آپ نے اس کی سفارش میرے پاس کی کہ اس کی آنکھیں بنا دو۔ چنانچہ میں نے بنا دیں۔ آپ کی وفات پر باوجود اختلاف عقیدہ کے وہ روتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ایسے مخلص شفیق انسان ہم کو کہاں سے ملیں گے جن کی وجہ سے ہر قسم کی برکات کا نزول ہم پر ہوتا تھا۔ اور ہمیں ہر قسم کے فوائد حاصل ہوتے تھے۔ پنڈت لیکھرام جب آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا تو بعض ہندو اخبارات نے لکھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگرچہ میری پیشگوئی لیکھرام کے متعلق تھی۔ مگر زخم کھا کر اگر وہ میرے پاس آتا تو میں کوئی علاج نہ چھوڑتا جو اس کے لئے ضروری ہوتا اور اس کی جان بچانے کی پوری کوشش کرتا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی

اگرچہ مولوی صاحب آپ کے سخت مخالف بلکہ جانی دشمن تھے لیکن ان کے لئے بھی آپ کبھی کوئی برا لفظ سننا پسند نہ فرماتے تھے چنانچہ جب وہ ایک سنگین فوجداری مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف گواہی دینے کے لئے عدالت میں پیش ہوئے تو مولوی فضل دین صاحب وکیل نے ان سے حسب نسب کے متعلق سوال کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس قسم کا سوال ان پر کیا جائے جس سے ان کی ذلت ہو اور وکیل کو ناگوار سوال کرنے سے روک دیا۔

احباب کو تلقین

آخر میں آپ کے اسوہ حسنہ کی ایک عجیب مثال عرض کر کے ختم کرتا ہوں کہ میں قادیان میں تھا جب مجھے ملازمت کا حکم سرکاری پہنچا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں ایک نئی زندگی میں داخل ہونے والا ہوں۔ آپ مجھ کو نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا لوگوں کے جسموں سے تعلق ہے نہ روحوں سے۔ اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص دن رات خدا کی عبادت کرتا ہے اور جو دن رات خدا کو گالیاں نکالتا ہے ایک ہونا چاہیے۔ میں نے ساری عمر آپ کی وصیت پر عمل کیا ہے اور اپنے اندر ایک دشمن کو بھی دیکھ کر اور علاج کر کے ایک جنت پائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے احباب اور جمیع المسلمین بھی آپ کے اسوہ حسنہ اور وصایا سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اس مجدد وقت اور مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور مسلم بنیں گے۔ اور دنیا کے لئے سکھ کا موجب ہوں گے۔ (پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء)

☆☆☆☆

درس قرآن ۔ ۲۷

نصیر احمد فاروقی مرحوم و مغفور

(از: معارف القرآن)

ترجمہ: ''اور لوگوں میں سے ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اس کے ہمسر بنا لیتے ہیں۔ ان سے محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کرنی چاہیے۔ اور جو ایمان لائے وہ اللہ سے محبت سب سے بڑھ کر کرتے ہیں اور اگر وہ جو ظالم ہیں دیکھیں (یا سوچیں کہ) جب وہ عذاب کو دیکھیں گے (تو جان لیں گے) سب طاقت اللہ کے لئے ہی ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ جب وہ پیشوا بنائے گئے تھے ان سے بیزار ہو جائیں گے جو ان کے پیرو تھے اور عذاب کو دیکھیں گے اور تمام اسباب کٹ جائیں گے۔ اور وہ جو پیرو تھے کہیں گے کہ کاش ہمارے لئے پھر کر جانا ہوتا تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح وہ ہم سے بیزار ہیں۔ اسی طرح اللہ ان کے اعمال پر حسرتیں کر کے دکھائے گا۔ اور وہ آگ سے باہر نہ نکل سکیں گے''۔

پچھلی آیت میں جو درس نمبر ۲۶ میں میں نے بیان کی تھی یہ فرمایا تھا کہ اس عظیم الشان کائنات کو دیکھو جو تمہارے چاروں طرف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر رہی ہے جس کی تائید آج سائنس نے بھی کی ہے کہ تمام کائنات اپنے بنانے والے کے قوانین میں جکڑی ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ دیکھو کہ اس کائنات کا چھوٹا ترین سیارہ جو تمہاری زمین ہے اس زمین میں جو زبردست طاقتیں ہیں مثلاً سمندر اور ہوائیں اور دوسری طاقتیں کہ وہ ذرہ سی ہلچل مچائیں تو طوفان اور زلزلہ جیسی بے پناہ طاقت تم کو ہلاک کر سکتی ہے' اور اس زمین سے متعلق جو ایک نہایت عظیم الشان طاقت سورج ہے اگر وہ ذرہ زیادہ نزدیک ہو جائے تو تم جل بھن کر خاک ہو جاؤ (اور اگر وہ اپنے مقرر محور سے ذرہ پرے ہو جائے تو زمین پر برف جم کر تمام زندگی ختم ہو جائے) اور اس کی سطح پر ہر آن ایک ارب ہائیڈروجن بموں کے برابر دھماکے ہو کر بے پناہ طاقت رہا ہو رہی ہے۔ یہ سب زبردست طاقتیں اللہ تعالیٰ کی مکمل فرمانبرداری کر رہی ہیں اور اس کا ثبوت نہ صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی مکمل فرمانبرداری ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری خدمت کے لئے لگایا ہوا ہے۔ تو کائنات کا مطالعہ ایک عقل مند انسان کو تین باتیں صاف بتاتا ہے۔

(۱): ان زبردست طاقتوں اور اس حیرت انگیز کائنات کا کوئی خالق اور مالک ہے۔

(۲): وہ ایک ہے۔

(۳): کائنات کی زبردست سے زبردست بلکہ ہیبت ناک طاقتیں اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کر رہی ہیں۔

تو ان زبردست نشانوں کے حوالہ سے فرمایا کہ عقل مند لوگ یہ سبق سیکھتے ہیں کہ جب یہ ہیبتناک طاقتیں اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کر رہی ہیں تو عاجز اور کمزور انسان کو بھی اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرنی چاہیے۔ ان چیزوں کو عقل نہیں دی گئی اس لئے ان کو مجبور کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں باندھا گیا ہے مگر انسان کو تو عقل دی گئی ہے اور اس کو استعمال کر کے وہ ان زبردست طاقتوں کو اپنا فرمانبرداری کر سکتا ہے مگر وہ بھی صرف ایک حد تک اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین کا پتہ لگا کر (جو سائنس کرتی ہے) اور ان قوانین کی فرمانبرداری کر کے جو ہر سائنسدان کرتا ہے۔ تو جس اللہ نے یہ زبردست طاقتیں پیدا کی ہیں اور ان کو اپنا مکمل فرمانبردار بنایا ہے اس کی عقل کس قدر عظیم الشان اور کامل ہے! تو انسان کی

عقل جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے وہ استعمال کرو تو وہ تمہیں سبق دے گی کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی عقل کی مکمل فرمانبرداری کرنی چاہیے جس کے ماتحت اس نے قرآن حکیم میں ہدایت اور معرفت رکھی ہے۔

اب آج کے سبق کو لیتے ہیں۔ فرمایا: ''اور لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ کے سوا اس کے ہمسر بنا لیتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ اللہ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔'' قرآن حکیم بھی کیا عجیب کتاب ہے! پچھلی آیت میں فرمایا کہ انسان یا تو اپنی عقل کو استعمال کر کے اور اپنے خالق و مالک کو پہچان کر اس کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اب فرمایا کہ یا پھر محبت انسان کو فرمانبرداری کراتی ہے۔ مثلاً انسان کو اگر کسی سے محبت ہو تو وہ اس کا ہر حکم مانتا چلا جاتا ہے۔ تو سب سے زیادہ محبت کے لائق تو اللہ تعالیٰ ہے جو ہر حسن یعنی خوبی اپنے اندر بوجہ کمال رکھتا ہے اور جو انسان کا محسنِ اعظم ہے تو چاہیے تو یہ تھا کہ اس کی خوبیوں اور احسانوں سے متاثر ہو کر انسان اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرے اور اس کی فرمانبرداری کرے جیسی کہ محبوب اور محسنِ اعظم کی کرنی چاہیے۔ مگر اکثر لوگ خدا کا شریک بنا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے۔ چنانچہ جن انسانوں کو خدا یا خدائی میں شریک بنایا جاتا ہے ان سے لوگ بے پناہ محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ اصل خدا کو یا تو بالکل بھول کر انہیں (یعنی شریکوں کو ہی) خدا سمجھنے لگتے ہیں۔ یا خدا کو کمتر حیثیت دیدیتے ہیں۔ مثلاً عیسائی لوگ جتنی حضرت مسیح سے محبت کرتے ہیں باقی اپنے دو خداؤں سے نہیں کرتے۔ فرمایا کہ مومن اللہ سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دوسری محبتیں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بنائی ہیں مثلاً ماں باپ کی اولاد سے محبت جو اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں ڈالی ہے۔ یا میاں بیوی کی ایک دوسرے سے محبت۔ تو وہ جائز محبتیں ضرور کرو مگر اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے غالب ہو۔ اور اگر ضرورت پڑے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے آگے دوسری محبتوں کو قربان کرنے سے مت ہچکچاؤ۔ دیکھو کہ حضرت ابراہیم نے کس طرح اپنے رؤیا کو اللہ تعالیٰ کا اشارہ سمجھ کر اپنے پیارے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے آگے قربان کرنے کی ٹھان لی تھی۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صد چہاردہم نے جو اپنی جماعت سے عہد لیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اور ضرورت پڑنے پر دین کی خاطر دنیا کو قربان کریں گے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور فرمانبرداری کے آگے دوسری تمام محبتوں کو ماتحت کرنے یا قربان تک کرنے کا عہد ہے۔

پھر فرمایا: ''اور اگر وہ جو ظالم ہیں دیکھیں یا سوچیں کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ سب طاقت اللہ کے لئے ہی ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔'' یہاں لفظ ''ظالم'' کے معنیٰ جاننا ضروری ہے۔ ویسے تو انسان جو بھی گناہ کرے وہ اپنے نفس پر ظلم ہوتا ہے کہ اس گناہ سے انسان اپنے نفس کو بگاڑ لیتا ہے مگر قرآن شریف نے واضح کیا ہے کہ ''یعنی شرک تمام ظلموں سے بڑا ظلم ہے'' یہ اس لئے کہ خدائے واحد کو پانا انسان کی پیدائش کا مقصد ہے جیسا کہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں بتا آیا ہوں۔ تو جو انسان خدائے واحد کی جگہ دوسرے خدا بنا لے یا انہیں خدا کا شریک کر لے وہ اپنے مقصد پیدائش کا پا نہیں سکتا۔ اور اس سے بڑھ کر اپنی جان پر وہ ظلم کر نہیں سکتا۔ پھر اس سے بڑھ کر کیا گستاخی اور گناہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدائے برتر و ذوالجلال کی جگہ یا اس کا شریک اس کی مخلوق کو بنایا جائے۔ تو اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں انسان کی عقل کو اپیل کر کے اور سمجھا کر توحید کے زبردست ثبوت دیئے تھے۔ دوسری آیت میں اللہ سے محبت کا ذکر تھا۔ سو انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون محسن ہو سکتا ہے یا خوبیوں والا۔ تو مشرک نہ تو عقل کی گواہی کی پرواہ کرتے ہیں جو محسن سے محبت کرتی ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون محسن ہو سکتا ہے۔ حیوان اگر عقل نہیں رکھتا تو اپنی فطرت کے جوش سے اپنے محسن سے محبت کرتا ہے مثلاً کتا یا گھوڑا یا دوسرے جانور اپنے محسن انسان سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ تو مشرک پھر اگر حیوان سے بھی گئے گذرے ہوئے تو پھر انہیں کس طرح سمجھایا جائے سوائے سزا کے ذریعہ؟

حیوان کو بھی ہزار سمجھانے کی کوشش کرو وہ نہیں سمجھتا۔ وہ تو صرف ایک چیز سے سمجھتا ہے یعنی سزا کے ذریعہ۔ تو فرمایا کہ مشرک جب عذاب یا سزا کو دیکھیں گے تو ہی سمجھیں گے کہ دراصل تمام قوت اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے اور ان کے

جھوٹے معبود کوئی قوت نہیں رکھتے۔ ورنہ وہ انہیں عذاب سے بچا نہ لیتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اس قدر سخت ہوتا ہے کہ اسے وہی جان سکتا ہے جسے اس دنیا میں اس عذاب کا کچھ مزہ چکھایا جائے مگر انسان اس کی طرف سے بالکل غافل رہتا ہے۔ اگلی آیت میں تین باتیں فرمائی ہیں: ''جب وہ جو پیشوا بنائے گئے تھے ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے جو ان کے پیرو تھے اور عذاب کو دیکھیں گے اور تمام اسباب کٹ جائیں۔'' یہاں پہلے تو ان لوگوں کا ذکر ہے جنہیں خدا کا شریک یا شریک نہیں تو اپنا رہنما یا لیڈر بنایا گیا تھا۔ یہ دو قسم کے پیشوا ہوں گے۔ ایک تو وہ خدا کے رسول (مثلاً حضرت عیسیٰؑ مہاتما بدھ، رام چندر جی یا کرشن مہاراج) جنہیں خدا یا خدا کا شریک بنالیا گیا۔ قیامت کے روز وہ یقیناً اپنے پیروؤں کے شرک سے بیزاری کا اظہار کریں گے کیونکہ تمام نبی اور رسولؐ کی توحید کا علم دینے آئے تھے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسری کئی جگہ بتایا گیا ہے۔ دوسرے پیشوا وہ مذہبی پیشوا اور پیر فقیر یا دنیاوی لیڈر ہیں جن کی لوگ اندھا دھند فرمانبرداری کرتے ہیں اگر چہ ان کی فرمانبرداری میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانبرداری بھی ہو جائے۔ یہ سب شرک ہے۔ تو فرمایا کہ جب عذاب سامنے آئے گا تو وہ مذہبی پیشوا اور پیر وفقیر یا دنیاوی لیڈر اپن ے پیروؤں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ یہ نظارہ اس دنیا میں بھی نظر آتا ہے کہ جب سزا آئے تو ایسے پیشر وفوراً اپنے پیروؤں سے مکر جاتے ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نے اسے اپنی سرکاری نوکری کے اندر بارہا دیکھا ہے۔ تو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر انسانوں کی جو فرمانبرداری کرتے ہیں ان کے یہ مصنوعی یا انسانی خدا سزا کو دیکھ کر اپنی ذمہ داری یا دوہری جوابدہی سے بچنے کے لئے خود ان پیروؤں سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں گے کہ ہم نے تو انہیں یہ نہیں کہا تھا کہ ہمیں خدا کی فرمانبرداری میں شریک یا خدا سے بڑھ کر بنالو۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ ''اسباب تمام کٹ جائیں گے'' اسباب پرستی بھی شرک ہے۔ مثلاً اکثر دنیا نے دولت کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے تو سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کے سب کام نکل جائیں گے۔ یا وہ دنیاوی عہدوں کو یا عہدہ داروں (خواہ وہ افسر ہوں یا سیاستدان) کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے کام آئیں گے یا صرف دوا کو یا ڈاکٹر کو اپنی بیماری سے نجات پانے کا سبب سمجھتے ہیں اور ان کی نگاہ اس سے آگے اصل شافی و کافی یعنی اللہ تعالیٰ تک نہیں جاتی۔ یا صرف اپنی کوشش پر بھروسہ ہے نہ کہ کوشش کر کے اللہ کے فضل کو بھی شامل حال بنانے کے لئے دعا گو ہوں۔ تو فرمایا کہ تمام اسباب جن سے دھوکہ کھا کر انسان اسباب پرستی کرتا ہے وہ بھی کٹ جائیں گے اور انسان کے کام نہ آئیں گے۔

آخری بات یہ فرمائی: ''اور وہ جو پیرو تھے کہیں گے کہ کاش ہمارے لئے پھر کر جانا ہوتا تو ہم ان پیشواؤں اور لیڈروں سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح وہ ہم سے اب بیزار ہیں۔ اسی طرح اللہ ان کے اعمال ان پر حسرتیں کر کے دکھائے گا۔ اور وہ آگ سے باہر نہ نکل سکیں گے۔''

یہ نظارہ بھی میں نے اپنی پبلک لائف اور دنیا کے تجربہ میں بارہا دیکھا ہے کہ سزا آنے پر نہ صرف لیڈر مکر جاتے ہیں اور اپنے پیروؤں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ان کے پیرو بھی حسرت کرتے ہیں کہ کاش گیا وقت واپس آسکتا تو وہ ایسے لیڈروں یا مذہبی پیشواؤں سے ویسا ہی سلوک کرتے جیسا انہوں نے کیا یا ان کی پیروی نہ کرتے۔ فرمایا کہ یہ حسرتیں ہی ان کے لئے دکھ اور جلنا بن جائیں گے۔ اور ان کے علاوہ باہر کی آگ کے عذاب سے وہ نکلنا چاہیں گے مگر نہ سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود عذاب سے خلاصی نہ پاسکیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جہنم کی سزا کبھی ختم نہ ہوگی کیونکہ قرآن نے کئی جگہ واضح کیا ہے کہ بدی کی سزا اس کے مطابق ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ سزا پوری ہو جائے گی اور انسان کی اصلاح ہو جائے گی تو پھر اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نکال لے گا۔ حدیث شریف سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

☆☆☆☆

نوجوانوں کے نام

از: عامر عزیز الازہری

بلند حوصلہ عالی ہمت کا نشاں ہو تم
نفرت کی آندھیوں میں محبت کا نشان ہو تم
اجڑے ہوئے گلستان کی وحشت میں
بادِ بہار کی اولین اذاں ہو تم
سیاہ رات کے سناٹے میں
شکستہ دلوں کی زباں ہو تم
تکفیر کی آندھیاں الحاد کے فتوے
حقیقت یہ ہے کہ فقط مسلماں ہو تم
دریا بھی بھلا رُکے کبھی عزیزؔ
رُخ بدل لو بحر بیکراں ہو تم

☆☆☆☆

رمضان کیلنڈر

رمضان المبارک	جولائی	ایام	سحری منٹ گھنٹے	افطاری منٹ گھنٹے
1	10	بدھ	3:28	7:10
2	11	جمعرات	3:28	7:10
3	12	جمعته المبارك	3:29	7:10
4	13	هفته	3:30	7:10
5	14	اتوار	3:31	7:09
6	15	پیر	3:32	7:09
7	16	منگل	3:33	7:09
8	17	بدھ	3:34	7:09
9	18	جمعرات	3:35	7:08
10	19	جمعته المبارك	3:35	7:08
11	20	هفته	3:35	7:08
12	21	اتوار	3:36	7:07
13	22	پیر	3:37	7:06
14	23	منگل	3:37	7:06
15	24	بدھ	3:38	7:05
16	25	جمعرات	3:39	7:05
17	26	جمعته المبارك	3:40	7:04
18	27	هفته	3:41	7:03
19	28	اتوار	3:42	7:02
20	29	پیر	3:43	7:02
21	30	منگل	3:44	7:01
22	31	بدھ	3:45	7:00
23	01	جمعرات	3:46	7:00
24	02	جمعته المبارك	3:47	6:59
25	03	هفته	3:47	6:58
26	04	اتوار	3:48	6:56
27	05	پیر	3:49	6:56
28	06	منگل	3:50	6:55
29	07	بدھ	3:51	6:54
30	08	جمعرات	3:52	6:53